بسم اللہ الرحمن الرحیم

راضی ہو جس سے رضائے خدا بن

سچ

لکھنؤ سے ہر جمعہ کو نکلتا ہے

قیمت سالانہ سے ۳ | قیمت ششماہی عہ/ ۲

بیرون ہند ۶ شلنگ | فی پرچہ ۱ر

نمبر ۲۲ | (۲۳-ذی قعدہ) ۱۳۴۴ھ (۴-جون) ۱۹۲۶ء | جلد ۲

سچی باتیں

مسیحی انجمنیں دنیا کے مختلف حصوں میں کثرت کے ساتھ، اپنے اپنے کام میں لگی ہوئی ہیں۔ انکا ایک بڑا کام یہ ہے، کہ اپنے مذہب کا پیام، ہر باہر والوں تک پہونچا چاہتی ہیں، اور انکو اپنے اندر شامل کر لینا چاہتی ہیں۔ اس قسم کی مسیحی تحریکوں میں سے ایک کا نام "ناٹل مشن پریس" ہے، جو مصر اور اُسکے قرب وجوار کے تمام اسلامی ملکوں میں، موجودہ مسیحی مذہب کا پیام پھیلا رہا ہے۔ اس ایک انجمن کے چند کارنامے ملاحظہ ہوں:-

سنہ ۱۹۱۰ء میں اسکی انجیلی مطبوعات کی تعداد ۱۳۰ تھی، آج ۵۷۰ ہے!

سنہ ۱۹۲۲ء میں اسکے سات کارکنوں نے اسکی ۱۶۰۰۵ کتابیں فروخت کی تھیں۔

سنہ ۱۹۲۳ء میں اسکے دس کارکنوں نے اسکی ۲۲۰۶۴ کتابیں فروخت کر دیں!

سنہ ۱۹۲۴ء میں اس نے اپنی کل کتابیں ۱۲۰۰۰۰ کی تعداد میں تقسیم کی تھیں،

سنہ ۱۹۲۵ء میں، انکی تعداد بڑھکر ۲۵۰۰۵۶ تک پہونچ گئی!

یہ کارگزاری صرف ایک مشن کی تھی۔ اسی پر دوسری مسیحی انجمنوں کے کام کو قیاس کرنا چاہیے، جو دنیا کے ہر گوشہ میں پھیلی ہوئی ہیں۔

یہ اُس قوم کی سرگرمیوں کا ایک ادنیٰ نمونہ ہے، جسکے پاس کوئی آسمانی پیام اپنی محفوظ صورت میں دنیا کے سامنے پیش کرنے کو موجود نہیں، اور پھر جس صورت میں وہ پیام موجود ہے، اُسکی مخاطب ساری دنیا نہیں، بلکہ وہ پیام ایک خاص زمانہ کے ایک خاص گروہ کے ساتھ مخصوص تھا۔ اسکے مقابلہ میں آپ کا طرزِ عمل اپنی کتاب آسمانی کے ساتھ کیا ہے؟ — اُس پیام ربانی کے ساتھ، جو بالکل محفوظ وبے آمیز، غیر مشکوک اور خالص صورت میں، ساڑھے تیرہ سو سال سے سینوں اور سفینوں، دونوں میں موجود چلا آ رہا ہے؟ اُس پیام رحمت کے ساتھ، جو کسی خاص زمانہ، کسی خاص قوم، کسی خاص ملک کے ساتھ محدود نہیں، بلکہ جس میں وہ نہ مٹنے والے اصول، وہ نہ فنا ہونے والے قاعدے، وہ ہمیشہ برقرار رہنے والے قانون، اور وہ ہر جگہ کام دینے والے ضابطے اور بیج رکھ دیئے گئے ہیں، جو ہر زمانہ، ہر قوم، ہر ملک کے لیے یکساں علم رکھتے ہیں؟ آپ نے اپنے قرآن کو کتنے بیگانوں تک پہونچایا ہے؟ آپ تو اس لیے پیدا کیے گئے تھے، کہ اس پیام ربانی کی منادی، اللہ کی بنائی ہوئی ساری زمین میں کر دیں، پھر آپ نے اپنے اس فرض کو پوری طرح نہ سہی، اسکا کچھ حصہ بھی ادا کیا؟

قرآن کا وجود آپ کے لیے تھا اور آپ کی زندگی قرآن کے لیے تھی۔ آج ان دونوں میں سے کون سی بات موجود ہے؟ آپ نے قرآن پاک کو چھوڑنا شروع کیا، نتیجہ یہ ہوا، کہ قرآن پاک نے آپ کو چھوڑ دیا۔ آج نہ آپ قرآن کے ہیں، نہ قرآن آپ کا ہے۔ دوسروں تک پہونچانا الگ رہا، اپنے یہ دیکھیے کہ خود آپ کا واسطہ اس سے کہاں تک باقی ہے؟ حکومت کا قانون، برادری کا رسم ورواج، دوستوں کی خاطر ومروت، بدنامی کا خوف، قرآن مجید کی اہمیت ان سب سے زیادہ نہ سہی، کاش انکے برابر ہی آپ کا دل محسوس کرتا! اپنی ساری زندگی نہ سہی، کاش اُسکے کسی ایک ہی شعبہ پر قرآن حاکم ہوتا!

م

"اللہ نہیں تو کچھ بھی نہیں"

دنیا میں آج سے تقریباً چودہ سو سال پہلے ایک ایسی ہستی وجود میں آئی تھی، جس کی زبان پر ساری انسانی آبادی کے لیے عیش و مسرت، آرام و راحت، الفت و رحمت کا پیام تھا۔ وہ وجود اقدس ساری دنیا کو نیکی، بھلائی، پاکی و پاکیزگی، سکھ اور چین سکھانے کو آیا تھا۔ دنیا اس وقت ایک نئے دور سے گزرنا شروع ہوئی تھی، قدیم شائستگی کی مختلف صورتیں مٹ کر جدید تمدن کی ایک عالمگیر صورت قائم ہونے والی تھی، دنیا میں ایک نئی ذہنیت پیدا ہونے کو تھی۔ قوموں کی بے اتفاقی و بیگانگی کی جگہ ظاہری و نمائشی یگانگت لینے والی تھی۔ عرب و ترک و ایران، ہند و مصر، چین و بابل کی پچھلی ترقیوں کی سطحوں کا اختلاف مٹا کر، ساری دنیا جدید تمدن کی یکساں و ہموار سطح پر آنے والی تھی۔ ٹھیک ایسے موقع پر آفتاب ہدایت طلوع ہوا، اور وہ تمام آئندہ خطرات سے دنیا کو ہوشیار و باخبر کر گیا۔

آئندہ کی خبریں معمولی نجومی اور دوسرے ماہرین فن دیتے ہیں، وہ سینہ جو ہر قسم کے زنگ سے بالکل پاک و منزہ تھا، اس کے لیے مستقبل کیسے تاریک رہ سکتا تھا۔ اس کی نورانیت ازل کے لیے بتا دیا گیا تھا، یہ بھی ضروری تھا کہ دنیا کے امن و امان کے لیے، افراد و اقوام دونوں کی زندگی کے لیے، آئندہ سب سے بڑا خطرہ سرمایہ داری و سرمایہ پرستی کا ہے۔ قومیں ایک دوسرے پر چڑھائی اسی نظام سرمایہ داری کی خاطر کریں گی، دوست اور عزیز ایک دوسرے کے خون کے پیاسے اسی حب زر کی بنا پر ہوں گے، وطن کی پوجا عام ہو جائیگی اور اسی وطن میں مذہب و اخلاق، انسانیت اور سچائی سب کے گلے پر چھری پھیر دی جائیگی۔ امپیریلزم (ملوکیت)، ملٹرزم (عسکریت)، وغیرہ متعدد بلائیں جو انسان پر مسلط ہوں گی، ان کی بنیاد یہی کیپٹلزم (سرمایہ داری) ہوگی۔ اس اہم ترین خطرہ کی جزئیات تک کی تفصیل اس پڑھے اور بے پڑھے ہادی کے کلام میں موجود ہے۔ سود خواری کی بابت یہاں تک موجود ہے، کہ آگے چل کر وہ زمانہ آجائے گا، جب کوئی شخص بھی اس سے نہ بچ سکے گا، جو بچنا چاہیں گے بھی، ان کی ناک بھی سود کے غبار سے محفوظ نہ رہیگی۔

"تجارتی سود" اور "حاجتی سود"، "یوژری" اور "انٹرسٹ" کی تفریق جو آج بڑے زور شور سے قائم کی جارہی ہے وہ اگلے اور پچھلے، گزشتہ اور آئندہ دنیا کے سردار و پیشوا، ایسی موٹی بات سے بے خبر نہیں رہ سکتا تھا۔ اس نے اس فتنہ کے سد باب کے لیے یہاں تک اہتمام فرمایا تھا، کہ جو سودا فریقین کی بالکل رضامندی سے طے پاتا تھا، اور جس میں ظلم و جبر کا شائبہ بھی بظاہر نہیں معلوم ہوتا تھا لیکن اگر سود کی کوئی بہت دور کی بھی مشابہت اسکے اندر موجود ہوتی تھی، تو فوراً اس کی ممانعت کردی جاتی تھی، کہ وہ بھی فی الحقیقت ایک طرح کا سود ہی ہوتا تھا۔ صحیح مسلم میں حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ

جاء بلال بتمر برنی فقال لہ رسول اللہ صلعم من این ہذا۔ فقال بلال تمر کان عندنا ردی فبعت منہ صاعین بصاع لطعم النبی صلعم۔	ایک مرتبہ بلالؓ کچھ عمدہ کھجوریں لیکر حاضر ہوئے حضورؐ نے دریافت فرمایا کہ کہاں سے لائے؟ عرض کی کہ ہمارے پاس ناکارہ کھجوریں تھیں انکے دو صاع دیکر یہ عمدہ کھجوریں ایک صاع حضورؐ کے کھانے کے لیے خریدی ہیں۔

ظاہر میں تجارتی معاملت بالکل صاف تھی، اور سود کا کہیں گمان نہ تھا لیکن نہ دستا، دلوں کو صفائی اور ستھرائی کے درس دینے والے کی زبان گہربار ارشاد فرماتی ہے:-

فقال رسول اللہ صلعم عند ذلک اوہ عین الربوٰ لا تفعل ولکن اذا اردت ان تشتری التمر فبعہ ببیع آخر ثم اشترہ	رسول خدا صلعم نے یہ سنکر فرمایا کہ ہائیں! یہ تو عین سود ہے! ایسا نہ کرنا۔ بلکہ جب خریدنا چاہو تو اپنی کھجوریں (نقد قیمت پر) فروخت کر ڈالو اور پھر اس قیمت سے دوسری کھجوریں خرید لیا کرو۔

ایک دوسری روایت میں تو یہاں تک آتا ہے کہ حضورؐ نے ہو بہو واپس فرمانے کا حکم دیدیا ہے کہ اس طریقہ کا سودا سود کا حکم رکھتا ہے۔

عن ابی سعید الخدری قال اتی رسول اللہ صلعم بتمر فقال ما ہذا التمر من تمرنا فقال الرجل یا رسول اللہ بعنا تمرنا صاعین بصاع من ہذا فقال رسول اللہ صلعم ہذا الربوٰ فردوہ ثم بیعوا تمرنا واشتروا لنا من ہذا	اور یہی ارشاد فرمایا ہے کہ ان کھجوروں کو فروخت کرکے ان کی قیمت سے دوسری کھجوروں کی خریدی جائے۔

"م"

تجارت نہیں تو کچھ بھی نہیں

ایک طرف یہ احتیاطیں تھیں، یہ پابندیاں تھیں، یہ تاکیدیں تھیں، دوسری طرف آج یہ آزادیاں ہیں، یہ بیباکیاں ہیں، یہ عبارتیں ہیں، کہ امت اسلامیہ کو ڈنکے کی چوٹ پر مشورہ دیا جاتا ہے، کہ

"ہم بھی مثل دیگر اقوام کے اس ملک میں آزادی سے تجارتی سود کا جو قانوناً و عقلاً ربوٰ یا یوژری نہیں ہے لین دین کریں۔" (جواز سود ص۱۳)

"جلدے جلد مسلمان، تجارتی سود کے لین دین کا جسکے لیے ربوٰ کا لفظ استعمال ہو سکتا ہے، رواج دیں۔" (سرمایہ داروں کی غلامی ص۔۔)

"کلام یہ ہے، کہ قوم میں سرمایہ پیدا کرنے کی قابلیت پیدا کریں، جو بغیر تجارتی سود کا لین دین اختیار کیے ہرگز نہیں پیدا ہو سکتی" (مسئلہ سود)

اور اسلامی پریس کو نشہ جواز سود کی اشاعت کا آلہ کار بنا کر اس قسم کے حقائق کے جواہر ریزے، امت اسلامیہ کے روبرو پیش کیے جاتے ہیں:-

"مسلمان سرمایہ کی اہمیت کو نظر انداز کرکے تباہ و برباد ہو رہے ہیں۔"

"مسلمانوں کو اس بیماری سے نکالنے کا سہل ترین نسخہ یہی ہے کہ بچوں سے لیکر بوڑھوں تک ہر فرد روپیہ بچانے اور بڑھانے میں ہمہ تن مصروف ہو جائے۔"

"گاؤں گاؤں بینک ہوں، روپے کا کاروبار ہو۔"

مسلمان آج اس لیے نہیں تباہ و برباد ہیں، کہ دولت ایمان سے انکے سینوں کے خزانے خالی ہیں، بلکہ اس لیے کہ اسی مادی سیم و زر کی

"دولت کے چشموں کے سوت خشک ہو گئے ہیں!"

اس لیے نہیں، کہ انھوں نے قرآن کو چھوڑ دیا ہے، بلکہ محض اس لیے کہ وہ رسالہ "سود منڈی" کی تلاوت سے محروم ہیں۔ اس لیے نہیں، کہ وہ عبدیت کے سبق کو بھولے ہوئے ہیں، بلکہ صرف اس لیے، کہ وہ وطن کی پوجا میں دل و جان سے نہیں لگے ہوئے ہیں۔ اس لیے نہیں، کہ وہ اپنے اللہ کو بھولے ہوئے ہیں، بلکہ محض اس لیے کہ وہ اپنی روح و جان، ایمان و دین، ایمان، ادنیٰ تنخواہ

نہیں بلکہ ہو سکے تو سچ کہا ہے الہ آباد کے ظریف عارف نے کہ
مذہب نے پکارا اے اکبر، اللہ نہیں تو کچھ بھی نہیں!
یاروں نے کہا یہ قول غلط، تنخواہ نہیں تو کچھ بھی نہیں!" م

"زبان میری ہے بات اُنکی!"

اہلِ یورپ کے نزدیک، یہ ویسا ہی، برا سمجھا جاتا تھا، جیسا کہ مسلمانوں کے نزدیک۔ یہ وہ زمانہ تھا، جبکہ پونجی غیر نفع آور کاموں میں صرف ہوتا تھا۔

جب سے یورپ میں روپیہ نفع آور کاموں میں کثرت سے لگنے لگا، اور اس سے ایک جدید چیز "انٹرسٹ" یا تجارتی سود کے نام سے پیدا ہو کر انسان کے لیے سراسر مفید ثابت ہوئی تب سے مذہب عیسوی کے اور یورپ کے ملکی قوانین نے آگے رہا سے جدا کر کے جائز قرار دیدیا۔"

(سید طفیل احمد در عرضداشت)

"کسی مذہب و ملت میں روپیہ کے کرایہ یا سود کا لینا جائز نہ تھا۔ سچ کہ ایک زمانہ میں یہودیوں، عیسائیوں، اور ہندوؤں میں سود ویسا ہی حرام تھا، جس طرح مسلمانوں میں اب تک ہے۔ ..... پادری جان مرٹن کے فیصلہ نے عیسائیوں کے لیے سود کے مسئلہ کو حل کر دیا، اور اسکے مطابق سلطنت نے قانون پاس کر دیا۔" (ایشیا، "سرمایہ داروں کی غلامی")

"یاد رکھنا چاہیے کہ اسلام کی آج وہی حیثیت ہے، جو سولہویں صدی عیسوی میں اصلاح کے آغاز کے وقت پروٹسٹنٹ کی تھی ...... مثلاً روپیہ کو سود پر قرض دینے کی بابت شریعت اسلامی کی ممانعت کو دیکھو، اس ممانعت پر اگر عمل کیا جائے، تو موجودہ طریقہ کے مطابق کاروبار اور صنعت و حرفت ناممکن ہو جائیں۔ یہ مثال عموماً اس امر کی شہادت میں پیش کی جاتی ہے، کہ اسلام کی فطرت موجودہ تمدن کے منافی ہے۔ لیکن مسیحی شریعت نے بھی سود کی ایسی ہی ممانعت کی ہے، اور یہ ممانعت اس سختی سے نافذ رہی، کہ صدیوں تک یہودی کل یورپ کی تجارت کے ٹھیکہ دار ہو گئے تھے، اور اول اول جن مسیحیوں نے روپیہ قرض دیا تھا، یعنی لومبارڈی کے رہنے والے، وہ لوگ دینِ مسیحی سے مرتد سمجھے گئے تھے۔"
(ڈاکٹر اسٹوڈرڈ، ایم اے، پی ایچ ڈی، اور "جدید دنیائے اسلام" فصل (۱))

کیا لسان العصر اکبر، ایسے ہی موقع کیلیے فرما گئے تھے:۔

اُنھیں کی محفل سنوارتا ہوں، چراغ میرا ہے رات اُنکی
اُنھیں کے مطلب کی کہہ رہا ہوں، زبان میری ہے بات اُنکی "م"

زمانہ کا رنگ

مئی کے آخری ہفتہ کی تاریخیں ہیں۔ شمالی ہند کا ایک اردو روزنامہ سامنے آتا ہے۔ خبروں میں جس سرخی پر سب سے پہلے نظر پڑتی ہے، وہ یہ جلی عنوانات ہیں:

"جاپان میں کوہ آتش فشاں کی آتش فشانی"
دو ہزار کاشتکار غائب!
دو سو غرقِ آب ہو گئے!
مکانات آگ کے ڈھیر بن گئے!

دوسری خبر یہ ملتی ہے، کہ جنگ مراکو کی حالت نازک ہوتی جاتی ہے۔ تیسری خبر یہ کہ برطانیہ و فرانس کی نزاعات بڑھتی جاتی ہیں۔ چوتھی خبر یہ کہ جرمنی (جرمنی) میں ریل کے پھٹ جانے سے ۴۰ شخص مر گئے، اور بہت سے زخمی ہوئے۔ پانچویں خبر یہ کہ جرمنی کے انتخابات (گورنمنٹ) بڑی تیاریاں کر رہے ہیں۔ چھٹے یہ کہ کلکتہ میں سخت طوفان آیا، کشتیاں ڈوب گئیں، ریلیں رک گئیں، اور بہت سے انسانوں کی جانیں کام آئیں۔ ساتویں خبر یہ کہ کلکتہ سے چالیس میل کے فاصلہ پر ایک اگن بوٹ مع مسافروں سمیت ڈوب گیا۔ آٹھویں خبر یہ کہ انگولہ (برما) میں کئی ہزار مزدوروں نے ہڑتال کر دی ہے۔ نویں خبر یہ کہ کلکتہ کے کئی اخباروں پر مقدمے چلائے گئے ہیں۔ دسویں خبر یہ کہ دہلی کے کئی ایڈیٹروں سے مچلکے طلب کیے گئے ہیں۔ گیارہویں خبر یہ کہ کلکتہ میں ایک اسلامی انجمن کے ناظم پر ہتک عزت کا دعویٰ کر دیا گیا ہے۔ بارہویں خبر یہ کہ بنگال کے بعض ضلعوں میں بہت سی چوریاں ہو گئیں، اور اس لیے کئی سو پولیس کے چوکیداروں کا تقرر گورنمنٹ نے منظور کیا ہے۔ تیرہویں خبر یہ کہ رنباج پور میں ایک بہت سخت اور خونریز ڈاکہ پڑا۔ چودھویں خبر یہ کہ امرتسر میں ایک فوجی کو سزائے موت کا حکم ملا۔ پندرہویں خبر یہ کہ پنجاب میں ملکہ نہر میں ایک ماتحت نے اپنے افسر کو جان سے مار ڈالا۔ سولھویں خبر یہ کہ مصر میں ایک مشہور مقدمہ قتل میں سزائے موت کا حکم سنا دیا گیا۔ سترہویں خبر یہ کہ کلکتہ میں بہت سے بدمعاش گرفتار کیے گئے۔ اٹھارہویں خبر یہ کہ طوفان کے باعث برہما کے علاقہ میں تار برقی کا سلسلہ بگڑ گیا ہے۔ انیسویں خبر یہ کہ کلکتہ کارپوریشن کے ہندو و مسلمان ممبروں کے درمیان سخت اختلافات پیدا ہو گئے ہیں۔ بیسویں خبر یہ کہ ایک شخص کو بھرا ہوا پستول رکھنے کے جرم میں دو برس قید سخت کی سزا دی گئی۔ اکیسویں خبر یہ کہ ڈھاکہ میں بہت سے ڈاکو گرفتار ہوئے۔ بائیسویں خبر یہ کہ آسام میں ایک ریل گاڑی پٹری سے اتر گئی۔ تیئسویں خبر یہ کہ صوبہ سرحدی کے ایک شہر میں اپنے گھر کے قریب ایک نوعمر لڑکا بسمل مردہ پایا گیا۔ چوبیسویں خبر یہ کہ ڈھاکہ میں ایک مسلمان بیوی کے دس ہزار کے زیور اور نقد اُنھیں کے سوتیلے بھائیوں اور والد نے اُڑا لیے۔ پچیسویں خبر یہ کہ اودھ کے ایک ضلع میں آریہ سماج نے مسلمانوں کے خلاف سخت تجویزیں اپنے جلسہ میں منظور کیں۔ چھبیسویں یہ کہ لکھنؤ میں دو گرہ کٹ بوچی جیب کترتے ہوئے گرفتار کیے گئے۔ ستائیسویں یہ کہ ایک نوعمر کا سیٹھ چلتی ریل میں چوری کرنے کے الزام میں پکڑا گیا۔ اٹھائیسویں یہ کہ اودھ چیف کورٹ نے ایک جوگی کی سزائے موت بحال رکھی۔ انتیسویں یہ کہ کاکوری ٹرین ڈکیتی کے ملزمین کی درخواست انتقال مقدمہ نامنظور ہوئی۔ تیسویں یہ کہ ایک ہندو عورت بڑی بہادری سے ڈاکوؤں کا مقابلہ کر کے سخت زخمی ہوئی۔ اکتیسویں یہ کہ بمبئی میں دو سوداگروں پر ۴۰ ہزار روپیہ ایک کمپنی کا غبن کر جانے پر مقدمہ چل رہا ہے۔

یہ صرف ایک تاریخ کے اخبار کی خبروں کا خلاصہ ہے۔ اسکو نمونہ سمجھا جائے۔ ہر روز ہر اخبار اسی طرح کی خبروں سے لبریز ہوتا ہے۔ ان واقعات سے کیا اندازہ ہوتا ہے؟ دنیا کے نظام اخلاقی و مادی کی بابت کیا رائے قائم ہوتی ہے؟ کیا ہندو جس زمانہ کو اپنی بولی میں "کلجگ" کہتے ہیں، یہ سب اسی کی علامتیں اور شواہد نہیں ہیں؟ کیا مسلمانوں کی زبان پر، جس زمانہ کو "دورِ فتن" سے موسوم کیا گیا ہے، وہ یہی زمانہ ہے؟ کیا ہماری آپ کی قسمت میں ہر طرف دکھ اور درد، فساد و ابتری ہی کے واقعات سے دوچار ہونا، اور انھیں کو سہنا اور برداشت کرنا ہے؟

"م"

دو راستے

(از عبدالماجد)

نیکی بدی، اندھیرے اُجالے، اچھائی بُرائی، فائدہ نقصان، دوستی دشمنی، اُتار چڑھاؤ کے جوڑے دنیا میں قدم قدم پر نظر آتے ہیں۔ بلکہ کہنا چاہیے کہ کارخانہ تمام ہی انہیں متقابل چیزوں کے مجموعہ کا ہے۔ لیکن دنیا میں جو کچھ بھی ہے، یا واقع ہوتا ہے، وہ وقت یا زمانہ کی ماتحتی ہی میں واقع ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے خود وقت میں جو جوڑا یا تقابل پایا جاتا ہے، یعنی رات اور دن کا وجود، وہ ان سب سے اہم، اور ان سب پر مقدم ہے۔ اسی لیے علیم مطلق کو جب تاریکی میں بسنے والوں، اور نور ہدایت کو چھوڑ کر ظلمت کفر اختیار کرنے والوں (سورۂ واللیل) کا بیان مقصود ہوا، تو قدرت کاملہ کے اس عالمگیر کلیہ کی شہادت میں، اسکی سب سے زیادہ واضح مثال اور سب سے زیادہ وسیع نمونہ رات اور دن کے وجود، اور انکی ظلمت، تاریکی اور روشنی، دو جانب چھانے اور روشن کر دینے کو پیش فرما دیا گیا۔ واللیل اذا یغشیٰ والنہار اذا تجلّیٰ۔

نظام کائنات میں سب سے زیادہ وسیع و ہمہ گیر تقسیم، تفریق، رات اور دن، تاریکی اور روشنی کی ہے، جو جاندار اور بے جان دونوں طرح کے موجودات پر شامل ہے۔ اسکے بعد جاندار مخلوق کا نمبر آتا ہے، اور اس دائرہ میں اسی قدرت کے قانون تقابل کی سب سے بڑی اور وسیع مثال نر اور مادہ کی تقسیم میں ملتی ہے۔ اس لیے رات اور دن کے تقابل کے معاً بعد، نر اور مادہ کے تقابل پر توجہ دلائی جاتی ہے، اور اس قسم سے قدرت کے اسی ہمہ گیر قانون تقابل پر شہادت پیش کی جاتی ہے۔ وما خلق الذکر والانثیٰ۔ جب قدرت کا یہ ہمہ گیر قانون ذہن نشین ہو جاتا ہے، تو یہ بات بھی آسانی سے سمجھ میں آجاتی ہے، کہ جس طرح سارا نظام موجودات، اور نظام حیوانات، رات اور دن، تاریکی اور روشنی، نر اور مادہ کی تقسیمیں اور تفریقیں رکھتا ہے، اُسی طرح نظام [illegible] میں بھی تفریق و تقابل کا یہی اصول کارفرما ہوگا، اور عالم انسانی کے افراد، اپنی خلقت، اپنے کردار، اپنے عمل، اپنی کوشش کے لحاظ سے ایک دوسرے سے جدا اور الگ ہوں گے۔ ان سعیکم لشتیٰ۔

نسل انسانی کی باہمی تفریقیں اور تقسیمیں یوں تو بے شمار ہو سکتی ہیں، لیکن اصولی اور کلی حیثیت سے انکی بھی دو ہی قسمیں ہو سکتی ہیں، جیسے عالم مادیات و عالم حیوانات میں بھی مرکزی تقسیمیں دو ہی دو ملتی ہیں۔ انسان یا اچھا ہوگا یا بُرا، نیک ہوگا یا بد۔ پس ایک قسم میں تو وہ لوگ داخل ہیں، جنکی خوش نصیبی کا پہلا مرتبہ یہ ہے، کہ وہ اپنے جسم کو، اپنے اعضا و جوارح کو نیک کاموں میں مشغول رکھتے ہیں۔ اچھے مشغلوں میں اپنی قوت اور اپنا وقت دونوں صرف کرتے رہتے ہیں۔ دنیوی کام کاج چھوڑ کر نماز کے لیے وقت نکالتے ہیں۔ اپنی تن پروری کو ترک کرکے دوسروں کی ہمدردی و دستگیری پر اپنا خرچ کرتے رہتے ہیں۔ فاما من اعطیٰ۔ یہ مادی اور جسمی عبادتیں اور ریاضتیں بیکار نہیں جاتیں، بلکہ اگر صحیح ارکان و شرائط کی پابندی کے ساتھ انجام دی جاتی ہیں، تو ان سے قلب میں تقویٰ کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ انسان بدی سے از خود بچنے لگتا ہے، اور خود بخود پرہیزگاری اس میں بڑھتی جاتی ہے۔ یہ اسکے روحانی ارتقا کی دوسری منزل ہوتی ہے۔ واتقیٰ۔

روشنی۔ قلب کو پاکیزہ کرتے کرتے، اور دل کی صفائی اور ستھرائی کی مشق جاری رکھتے رکھتے، ایک تیسری منزل اور آجاتی ہے، جبکہ محض اس کا جسم ہی مشغول عبادت نہیں رہ جاتا، محض اس کا قلب ہی پاک و پاکیزہ نہیں نظر آتا، بلکہ جسم و قلب، دونوں سے گزر کر وہ خود "تصدیق" کے رنگ میں رنگ جاتا ہے، اور اسکی روح کا جوہر اصلی، تمام تر خالص ہو کر چمکنے لگتا ہے۔ انسانیت کی ترقی کی اس عالم آب و گل میں یہ آخری منزل ہے، اور یہی شریعت کی غایت، اور تصوف کا مقصود ہے۔ وصدق بالحسنیٰ۔ جب انسان اس مرتبہ تک پہونچ جاتا ہے، تو پھر اسکا راستہ بالکل صاف ہو جاتا ہے، آیندہ اسکے لیے کوئی دشواری باقی نہیں رہ جاتی۔ اس عالم سے گزر کر دوسرے عالموں میں سیر کرنے کی راہیں اسکے لیے سہل اور کشادہ ہو جاتی ہیں، اور آرام و آسایش، راحت و مسرت، لطف و سرور کی وہ سب سے بڑی منزل، جسے مذہب کی بولی میں جنت کہتے ہیں، اسے بات کی بات میں حاصل ہو جاتی ہے۔ فسنیسرہ للیسریٰ۔

خوش نصیب انسانوں کی قسم تو یہ ہوئی، اب ٹھیک انہیں کے مقابل دوسری جماعت اُن بدنصیب و شامت زدہ انسانوں کی ہوتی ہے، جن کی پہلی شامت یہ ہے، کہ وہ بجائے عطا و ترک، ایثار و نفس کشی کے، خودی و خود غرضی، بخل و حرص، تن پروری و راحت طلبی کو اپنا اصول عمل بنائے رہتے ہیں، بجائے دینے کے انکی نیت ہمیشہ لینے کی رہتی ہے، بجائے خدمت کے انہیں عزت کی طلب رہتی ہے، اپنے نوکری اور مادی فوائد کو چھوڑ کر نماز اور عبادت کے لیے وقت نکالنا، اور دوسروں کی دستگیری و ہمدردی پر خرچ کرنا انہیں بار معلوم ہوتا ہے، اسکے آگے سر جھکانے اور اسکی راہ میں روپیہ اٹھانے، دونوں میں یہ بخل کرتے ہیں۔ واما من بخل۔ ظاہری عبادتوں کو حقیر و بے وقعت سمجھنا، نماز کا وقت پر اور پابندی ارکان کے ساتھ نہ ادا کرنا، روزہ نہ رکھنا، زکوٰۃ نہ ادا کرنا، یہ سب اُن حقوق کے ادا کرنے میں بخل کرنا ہے، جو خالق کی طرف سے بندوں پر عائد ہوتے ہیں۔ انکی گمراہی و کجروی کی پہلی منزل یہی ہوتی ہے۔ اور جب ایک مدت اس حال پر گزر لیتی ہے، تو قدرۃً دوسری منزل پر آجاتی ہے، کہ انکے قلب پر غفلت و بے پروائی کے پردے پڑ جاتے ہیں، انکے دل پر بدی کا زنگ لگ جاتا ہے، انکی طبیعت پر بجائے تقویٰ و پاکیزگی، صفائی اور ستھرائی کے، انکار و سرکشی کی گندگی چھا جاتی ہے۔ پہلی منزل عمل کی سستی کی ہوتی ہے، جسکا تعلق جسم اور اعضا سے ہے، دوسری منزل عقیدہ کی خرابی اور ایمان کی تباہی کی ہے، جسکا تعلق قلب سے ہے۔ اسی منزل پر پہونچکر دل میں بے پروائی اور بے نیازی کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے، جو شان عبدیت و بندگی کے بالکل منافی ہے۔ واستغنیٰ۔ عمل، عقیدہ، جسم و قلب دونوں کی ابتری اور انتشار واضح ہو گئی، اور روح اس کی خبر نہ لی گئی، تو بیماری لاعلاج ہو جاتی ہے، اور روحانی ہستی کی وہ تیسری منزل آجاتی ہے، جبکہ نورانیت کی شمع گل ہوئی، روشنی بھی گل ہو جاتی ہے، اور روح پر پوری تاریکی چھا جاتی ہے، اور انسان سر تا سر "تکذیب" ہو کر رہ جاتا ہے، جس میں قبول حق کی صلاحیت و گنجایش ذرّہ برابر باقی نہیں رہتی۔ وکذب بالحسنیٰ۔ اس پستی میں گر جانے کے معنی یہ ہیں، کہ جو سختیاں اور مصیبتیں، آفتیں اور بلائیں، انسان

کے لیے اس عنصری زندگی کے خاتمہ پر رکھی گئی ہیں، ان سے لطف اٹھانے کی اس میں قابلیت ہی نہیں رہ جاتی۔ وقت پر پانی نہ پانے سے کھیتی سوکھ کر رہتی ہے۔ جو انسان اپنی روحانی کھیتی کی طرف سے مسلسل غفلت برتتا رہتا ہے، وہ، جو طریقہ اسے شاداب و سرسبز رکھنے کے ہیں، ان کی جانب سے بالکل بے پروا رہتا ہے، اسے کوئی حق نہیں کہ وہ اپنی کھیتی کو کبھی بھی لہلہاتا ہوا دیکھے۔ اسکی قسمت میں دائمی محرومی ہے، اور وہ حسرت سے سخت انجام ہے برداشت کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔ تفسیر عصری۔

اس افسوسناک تباہی اور حسرتناک بربادی کا ابتدائی سبب عموماً مال و دولت کی افراط ہوتی ہے۔ روپیہ سے اصل غرض صرف یہ تھی، کہ ضرورت کی مختلف چیزیں اس سے حاصل کی جا سکیں اور مختلف اشیاء کے مبادلہ میں وہ محض ایک آلہ کی حیثیت سے کام دے سکے۔ لیکن شیطان نے خود روپیہ کو ایک مقصود بالذات شے بنا کھڑا کیا، دلوں میں اسکی محبت پیدا کی، خود روپیہ کی تجارت، روپیہ کا لین دین کاروبار قائم ہو گیا، اور بڑے بڑے ساہوکارے، بڑے بڑے بنک، بڑی بڑی تجارتی کوٹھیاں اور کمپنیاں اس غرض سے وجود میں آگئیں۔ دولت پر نازاں، روپیہ کے چکر میں پھنسے ہوئے، اور اپنے اور دوسرے حقوق کی جانب سے غافل انسان، جب بالآخر اپنے کیفر کردار کو پہونچنے لگتا ہے، جب اپنے انجام بد سے کوئی مفر اسے نظر نہیں آتا، تو اسوقت اسے محسوس ہوتا ہے، کہ ہلاکت و بربادی سے روکنے میں، زر و مال کے ڈھیر بڑے سے بڑے بھی کھلونے، اور روپیہ کے خزانے، سب کے سب بے اثر اور ناکارہ ہیں۔ وما یغنی عنہ مالہ اذا تردی۔ انسان کو نادانی کا عذر نہ باقی رہے، اسلیے اسے نیکی و بدی، سعادت و شقاوت، نور و ظلمت، اسکے اس عام قانون، اس دوہرے راستے سے آگاہ کر دینا ضروری تھا، چنانچہ دنیا کے مکمل ہدایت نامہ میں اسکی وضاحت کر دی گئی ان علینا للھدی۔ خدا کا قانون، زندگی کے کسی ایک خاص شعبہ کے ساتھ مخصوص و محدود نہیں۔ اگلی اور پچھلی دونوں زندگیاں، دنیا و آخرت دونوں عالم خدا ہی کے لیے ہیں، اور خدا ہی کے قانون کے تابع و مسخر ہیں۔ کسی شخص کے لیے بھی کسی حال میں ممکن نہیں، کہ وہ اپنی کسی خوش دماغی یا دانائی کی بنا پر قانون الہی کی کسی گرفت سے ذرہ بھر بھی نکل سکے۔ دونوں راستے کھلے ہوئے ہیں، جو جس زندگی کے قانون پر عمل کرے گا، ٹھیک اسی کے مطابق نتیجہ بھی حاصل کرے گا۔ وان لنا للآخرۃ والاولی۔

روشنی کو چھوڑ کر تاریکی کو قبول کرنے والے، سیدھی راہ کو چھوڑ کر ٹیڑھی راہ پر قدم رکھنے والے، خوب اچھی طرح سوچ سمجھ لیں، کہ بالآخر انھیں نتائج بد کی کیسی بھڑکتی ہوئی آگ سے سابقہ پڑتا ہے، عذاب الہی کے کیسے شعلوں سے پالا پڑتا ہے۔ فانذرتکم نارا تلظی۔ یہ سختیاں ہر شخص کو نہیں پیش آئیں گی۔ یہ آگ ہر انسان کو اپنی گرفت میں نہیں لیگی۔ عذاب الہی کے جہنم میں تو صرف انھیں بدنصیبوں کو پڑنا ہے۔ جنھوں نے شقاوت کو اسکے انتہائی درجہ تک پہونچا دیا۔ جن سے یہ نہیں، کہ بشریت کی کمزوری کی بنا پر اتفاقی طور سے، اور کبھی کبھی خطائیں سرزد ہوتی رہی ہوں، بلکہ جنھوں نے مستقل طور پر کذب و سرکشی کو اختیار کر لیا، جن پر حق پیش کیا گیا، مگر انھوں نے اسکے قبول کرنے سے انکار کیا، اسے رد کر دیا، اسے تمسخر و تکبر کے ساتھ ٹھکرا دیا، اور سر جھکانے پر اپنی بڑائی کو ترجیح دی۔ لا یصلاھا الا الاشقی الذی کذب وتولی۔ باقی جو خوش نصیب ہستیاں فطرت کے سیدھے راستہ پر چل رہی ہیں، جنھوں نے تقوی و پرہیزگاری کو اپنا شعار زندگی بنا لیا ہے، جنھوں نے بدی سے بچنا اپنی ہر کوشش کا مرکز قرار دے رکھا ہے، انھیں اس انجام بد سے صاف بچا لیا جائے گا۔ ان پر اس آگ کی ہلکی سی لپٹ بھی نہ پہونچنے پائے گی۔ ان خوش نصیبوں کی بڑی پہچان یہ ہوتی ہے، کہ مال کا جمع کرنا انھیں مقصود نہیں ہوتا۔ انکے پاس جو کچھ ہوتا ہے اسے خدا کی بتائی ہوئی راہوں میں اٹھاتے رہتے ہیں۔ نہ اس لیے کہ لوگ انکی تعریف کریں، دنیا میں انکی واہ واہ ہو، انجمنیں انکے شکریہ کی تجویزیں پاس کیا کریں، انکے چندوں کا اشتہار اخبارات میں ہوتا رہے، بلکہ محض اسلیے کہ خود انکے نفس کا تزکیہ ہوتا رہے، محض ان طریقوں سے جن سے خود انکے اخلاق کی اصلاح اور درستی ہوتی رہے۔ وسیجنبھا الاتقی الذی یوتی مالہ یتزکی۔ ان نیک نفسوں کی غرض اس فیاضی سے، اس خیر و خیرات سے، ان چندوں سے، ان قومی عطیوں سے ہرگز نہیں ہوتی، کہ کسی سابق احسان کا معاوضہ ہو، یا کسی آئندہ نفع و منفعت کا خریدا کرنا ہو۔ کیونکہ یہ لوگ اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھے ہوئے ہوتے ہیں کہ انسان کے پاس جو نعمتیں بھی ہیں، سب محض خدا کے لطف و کرم کی بنا پر ہیں، کوئی ایسی نعمت ہو نہیں سکتی، جسکے دینے پر انسان اسکی توقع باندھے کہ اسے اسکا بدلہ بھی دیا جائیگا۔ ایسی حالت میں وہ جو کچھ خرچ کرتا ہے، وہ اس لیے، اور محض اس لیے کہ ایسا کرنا بندہ ہونے کی حیثیت سے اسکا فرض ہے، ایسا کرنا عین قانون الہی و منشاء ربانی کے مطابق ہے، اور ایسا کرنے سے اسے رضائے الہی کی دولت لازوال ہاتھ آ سکتی۔ وما لاحد عندہ من نعمۃ تجزی الا ابتغاء وجہ ربہ الاعلی۔ ان خوش نصیبوں کے اجر کا کچھ ٹھکانا نہیں۔ انکے انعام کی کوئی حد معین نہیں۔ یہ جو کچھ چاہینگے سب کچھ انھیں حاصل ہوگا۔ آج وہ اپنی ذاتی خواہشوں کو قدرت کاملہ میں ضم کر رہے ہیں، کل قدرت کاملہ خود انھیں اپنے میں ضم کرکے انھیں وہ سب کچھ دیدیگی، جسے انکا دل چاہے گا، اور جس سے وہ پوری طرح مطمئن اور خوش ہو جائیں گے۔ ولسوف یرضی۔

الخلافت

● - فروری کے پرچہ میں مولوی برکت اللہ صاحب بھوپالی کا ایک خط شایع ہوا تھا جس میں انھوں نے اطلاع دی تھی کہ وہ اپنی انگریزی تصنیف الخلافت جس پر گذشتہ سال سچ میں تبصرہ کیا گیا تھا۔ فروخت کی غرض سے دفتر سچ کیلیے روانہ فرما رہے ہیں۔ اب یہ کتاب آگئی ہے۔ جو انگریزی داں ناظرین سچ مسئلہ خلافت کے مستقبل سے دلچسپی رکھتے ہوں ایک نسخہ طلب فرمائیں۔ قیمت ۸ر

مہتمم سچ۔ لکھنؤ

گذارش

خط و کتابت کے وقت جملہ خریداران خریداری کا نمبر جو پتہ کی چٹ پر لکھا ہوتا ہے ضرور درج کر دیا کریں تاکہ دفتر کو پتہ لگانے میں آسانی ہو۔

مہتمم

آنحضرت صلعم اور مسیحؑ

(از خواجہ کمال الدین صاحب امام شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان)

"بدی کا مقابلہ نہ کرو۔ بلکہ جو شخص تمہارے داہنے گال پر طمانچہ مارے بایاں بھی اُسکی طرف پھیر دو" قول مسیحؑ

"بدی کا بدلہ بھلائی دو۔ اور بھلائی سے بدی پر فتح پاؤ۔ اگر بدکار لوگ اپنی بدی سے باز نہیں آتے تو تم اپنی بھلائی سے کیوں باز رہو؟" قول آنحضرت صلعم

دنیا کے دو عظیم الشان مصلحین کی اخلاقی تعلیمات ہمارے سامنے موجود ہیں۔ یہ بزرگ اور مقدس ہستیاں خدا تعالیٰ کی طرف سے اصلاح خلق کے لیے مبعوث ہوئی تھیں۔ دونوں تعلیمات الہام پر مبنی ہیں۔ کیونکہ انکے دینے والے خدا انکے لیے بھلائی کا شرف رکھتے تھے۔ لیکن دوسری تعلیم پہلی رہا دی ہے اور اسکو اپنے اندر رکھتی ہے بلکہ ایک قابل تعریف منزل کی اصلاح کرتی ہے جو پہلی تعلیم کی رو سے مقاومت مجہول کا ایک نتیجہ تھی دوسری کا منشا یہ ہے کہ ہم بدی پر غالب آئیں ....

جس جور و جفا کا تختہ مشق آنحضرت صلعم کو بنایا گیا اسکا سلسلہ عرصہ دراز تک جاری رہا۔ اور آپؐ اور آپ کے متبعین دونوں کے لیے سخت آزمائش و امتحان کا موقع تھا۔ آنحضرت صلعم نے ان تمام تکالیف کو بطیب خاطر برداشت کیا اور اللہ تعالیٰ کی مرضی سے سرمو تفاوت نہ کیا۔ اور یہی ضبط و تحمل کا درس آپؐ نے اپنے متبعین کو دیا۔ یہ تعلیم اگرچہ بہت ارفع و اعلیٰ تھی۔ مگر دراصل عربوں کے مزاج اور قومی روایات اور خیالات کے قطعاً خلاف تھی۔ کیونکہ انکی گھٹی میں یہ بات پڑی ہوئی تھی کہ توہین کسی حال میں قابل برداشت یا درگزر نہیں۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریمؐ کا کام ایسی قوم کو اسکی عادات کے خلاف ایک امر پر راضی کرنا کس قدر مشکل اور نازک رہا ہوگا۔ اور اس سے اس عزم و استقلال کا پتہ پورے طور پر لگ جاتا ہے۔ جس سے آپؐ نے اس کام کو سرانجام پہنچانے کا تہیہ کیا ہوا تھا۔ یقیناً بازک ترامل ہمیں روز روشن آشکار ہو جاتا ہے کہ غیر قابل اصلاح قوم کی اصلاح کا بیڑا اُٹھانا کس قدر عظیم الشان دل و دماغ کا کام ہو سکتا ہے جو عرب جیسی آہن دل قوم کی اصلاح و تربیت کرنے چلے۔ ایسی قوم کی اصلاح گویا پتھر میں جونک لگانا ہے۔ عموماً کہا گیا ہے کہ ایسی بات کی تلقین کرنا جو کسی قوم کی روایات اور اسکی عادات کے خلاف ہو انجام کار بے سود ثابت ہوتا ہے۔ لیکن محمد رسول اللہ صلعم کے لیے یہ غیر معمولی اور عظیم الشان کامیابی قضا و قدر کی طرف سے مقدر ہو چکی تھی۔ اور ایسا ہی ہوا۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ آپ کے متبعین نے ضبط و تحمل کا سبق از بر یاد کر لیا اور اس پر جان و دل سے عمل پیرا ہو گئے۔ اور سر تسلیم خم کر کے عملی ثبوت دیدیا کہ ہم اپنے ہادی کے قول کو حق سمجھتے ہیں۔ ہم دشمنوں کے جور و تعدی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ لیکن بطور مشتے نمونہ از خروارے ایک واقعہ بیان کرنا ضروری ہے۔ تاکہ ناظرین نبی کریمؐ کے دل و دماغ کی وسعت کا صحیح اندازہ کر سکیں۔

آپؐ کا ایک غلام یعنی جو شہر کے ایسے حصہ میں رہتا تھا جہاں کے لوگ دوسرے لوگوں سے مسلمانوں کے ستانے میں کئی قدم آگے تھے۔ کئی بار اس بیچارہ مومن کو سر بازار گالیاں دی گئیں۔ برا بھلا کہا گیا۔ اور جب حالات حد سے تجاوز ہوئے تو اس نے مجبور ہو کر اپنے آقا یعنی آنحضرت صلعم سے شکایت کی اور اپنا حال زار بیان کیا۔ آپؐ نے اُسکو صبر و تحمل کی تلقین کی اور فرمایا کہ بدی کا بدلہ بھلائی سے دو۔ وہ بیچارہ واپس چلا گیا اور اس نے آپؐ کے فرمانے پر عمل کیا۔ لیکن معاندین نے اپنے طرز عمل میں سر مو فرق نہ کیا بلکہ وہ پہلے سے زیادہ شریر ہو گیا۔ آخر وہ تنگ ہو کر پھر آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور مفصل تمام تکالیف بیان کیں اور طالب امداد ہوا۔ لیکن آپؐ جو علم اور حلم کا مجسمہ تھے اور امت کو ایک اعلیٰ مقام پر پہنچانا چاہتے تھے۔ آپؐ نے پھر یہی فرمایا کہ بدی کا بدلہ بھلائی کرو۔ پھر اس شخص نے صبر کیا اور ضبط سے کام لیا۔ لیکن دشمنان دین نے اسکو اور زیادہ ستایا اور تنگ کیا۔ آخر جان سے تنگ آکر پھر تیسری بار حاضر ہوا۔ اور بصد عرض کی کہ اب طاقت صبر لبریز ہو چکا۔ اجازت دیجئے کہ ان ظالموں سے بدلہ لے لوں اور ان ناحق کا مزہ چکھا دوں۔ اور جیسا انہوں نے میرے ساتھ کیا ہے میں بھی ویسا ہی انکے ساتھ کروں۔ نبی کریمؐ نے تسلی دی اور اس طرح فرمایا۔ کیا تمہیں یقین ہے کہ تمہیں تکالیف پہنچائی گئیں؟ اس نے عرض کی بیشک یا رسول اللہؐ مجھے بے اندازہ تکالیف دی گئی ہیں جو برداشت سے باہر ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا کیا تمہیں یقین ہے کہ تم اب تک انکی برائیوں کے عوض بھلائی کرتے رہے ہو؟ اس نے عرض کی یقیناً میں ظلم و ستم سہنے کے باوجود انکے ساتھ بھلائی کرتا رہا ہوں۔ تب آنحضرتؐ نے فرمایا "اگر وہ لوگ بدی سے باز نہیں آتے تو تم کیوں نیکی سے باز آتے ہو؟ جب وہ بری عادت نہیں چھوڑتے تو تم اپنی اچھی عادت کیوں چھوڑتے ہو؟" اس کلام معجز نظام کو سن کر اس شخص کے زخم مندمل ہو گئے اور اُسے معلوم ہو گیا کہ نبی کریمؐ کیسا منصب اعلیٰ اپنے متبعین کے سامنے رکھنا چاہتے ہیں۔ یہ تعلیم اپنی پاکیزگی اور علو مرتبہ اور وسعت قلبی کے لحاظ سے آپ ہی اپنی تفسیر ہے۔ مزید حاشیہ آرائی کی ضرورت نہیں۔ اور دشمنوں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آنے کی جو تلقین اس قول میں مضمر ہے وہ درحقیقت بے نظیر اور قابل تقلید ہے۔ جسکی توضیح میں جلدیں لکھی جا سکتی ہیں۔ اب آئیے اس امر پر غور کریں کہ مذہب میں ارتقاء کے حقیقی معنے کیا ہوتے ہیں؟

آنحضرت صلعم سے چھ سو سال پیشتر حضرت مسیح علیہ السلام اپنی قوم کی اصلاح کے لیے مبعوث ہوئے۔ اور آپ کو اور آپ کے شاگردوں کو بھی مصائب و آلام سے دوچار ہونا پڑا۔ لیکن اس ناگوار اور افسوسناک واقعہ نے جو آپ کو پیش آیا چند ہی سالوں میں آپ کے مشن کو ختم کر دیا۔ آپ کو اپنے شاگردوں کے درمیان لمبا عرصہ گذارنے کا موقع نہیں ملا۔ اور یہی وجہ ہے آپ کی تعلیم ایک محدود دائرہ میں محدود رہی۔ انبیاء کا کام لوگوں کے اخلاق کا تزکیہ اور انکے اطوار کی اصلاح ہوتی ہے۔ لیکن اصلاح کے لیے زمانہ درکار ہے۔ یہ کام دو دن میں نہیں ہو سکتا۔ قوم کے بننے کے واسطے لمبا عرصہ درکار ہوتا ہے۔ قومیں بنتے بنتے بنتی ہیں۔ اور حضرت مسیحؑ کو کام کرنے کے واسطے صرف چند سال ملے۔ اس لیے وہ کوئی بڑی پایدار اصلاح نہ کر سکے۔ بیشک شاگرد اپنی تکالیف انکے سامنے

بیان کرتے ہوں گے۔ وہ جانتے تھے کہ اُنکے مزاج اور قابلیت کا اندازہ کرکے اُنکے واسطے علاج بھی جو چاہا۔ اور اگر مقاومت قبول کا مادہ ان میں نہیں پھر کہے تم سُن کر چپ ہو جاؤ۔ نہ اکھو نہ اچھا۔ یعنی برداشت کا مادہ پیدا کرو۔ اور ہم انہیں تعلیم پر معترض کرنے کا کوئی حق نہیں رکھتے۔ کیونکہ تعلیم شاگردوں کے بیچ ہوتی ہے۔ اور وہ ذہنی و دماغی قابلیت سے بلند نہیں ہو سکتی۔ ان میں صرف اتنا ہی مادہ تھا کہ سُن کر چپ ہو جائیں۔ مصر لوگ اور ماہی گیر لوگ اس سے زیادہ نہیں کر سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح نے اپنی تعلیم کو یہیں تک محدود رکھا۔ اور یہ ان لوگوں کے مناسب حال تھا۔ لیکن آنحضرت صلعم نے اسپر اضافہ فرمایا۔ اور اسکے علاوہ یہ تعلیم دی کہ صرف بدی کا مقابلہ کرو بلکہ جو تمہارے ساتھ بدی کرے تم اُسکے ساتھ بھلائی کرو۔ اور بدی پر بھلائی کی مدد سے غلبہ حاصل کرو۔

بدی را بدی سہل باشد جزا
اگر مردی احسن الی من اسا

چنانچہ اس درجہ کا ذکر خود حضرت مسیح نے اس طرح کیا ہے جہاں آپ نے آنحضرت صلعم کے اوصاف حمیدہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔ یوحنا کے تیسرے باب کا بارہواں ورس یہ ہے کہ "اگر تم ان زمینی باتوں کو سن کر ایمان نہیں لاتے تو پھر آسمانی باتوں کو سنکر کیا ایمان لاؤ گے"؟ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح کے سامعین کی دماغی کیفیت کس قدر پست تھی۔ اور وہ اس لائق نہ تھے کہ مقاومت قبول کے علاوہ غیر سوت کے اہل ہوتے۔ انکا ظرف اس قابل نہ تھا کہ اس اعلیٰ تعلیم پر عمل پیرا ہو سکتے۔ پھر حضرت مسیح فرماتے ہیں کہ "میری باتیں تم سے کہی تھیں جس حال میں کہ میں تمہارے درمیان میں موجود ہوں لیکن تسلی دہندہ جو میرے بعد آئیگا۔ جسے میرا باپ تمہارے درمیان بھیجے گا وہ تم کو سب باتیں سکھائے گا۔ اور جو کچھ میں نے کہا ہے وہ بھی یاد دلائیگا۔ کیونکہ وہ روح قدس ہے"۔ بیشک آنحضرت نے سب کچھ سکھا دیا ساری باتیں بتا دیں۔ کیونکہ آپ کو خدائے تعالیٰ نے ایک نعمت لیا ہوا تبلیغ کے لیے عنایت کیا۔ اور پھر آپ کی زندگی مختلف حالتوں میں جلوہ گر ہوتی رہی۔ دنیا کے اور زندگی کے مختلف مراحل اور حوادث آپ نے مشاہدہ کیے۔ یعنی آپ یتیم سے بادشاہ بن گئے۔ آپ نے ہمیں صرف کلام اللہ شریف ہی نہیں دیا بلکہ قوانین تمدن اور معاشرت کا ایسا اچھا مجموعہ دستور العمل اور ہدایت نامہ ہمارے ہاتھ میں دیا کہ اب ہمیں خدا تک پہونچنے میں کسی سے امداد لینے کی ضرورت نہیں۔ سیدھا راستہ ہمارے سامنے موجود ہے۔ بیشک ہم پڑھتے ہیں کہ مسیح اپنی قوم کی اصلاح میں کافی جد و جہد کرتے ہیں۔ لیکن انکے مقابل ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے اپنی قوم کی حالت میں حیرت انگیز انقلاب اور قابل تعریف تبدیلی پیدا کر دی۔ مٹی کو سونا بنا دیا۔ اور اپنے پیروؤں میں صلح اور رواداری، اخوت اور مساوات، ہمدردی اور تحمل کی وہ عجیب و غریب روح پھونکی جسنے ساری قوم کی کایا پلٹ دی۔ اور اصلی بات تو یہ ہے کہ سنگدل، جفا جو، کینہ پرور اور عیاش پیشہ عربوں میں جو پاکیزہ تبدیلی آپ نے کر دکھائی وہ معجزہ ہے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر مسیح نے صرف زبانی تعلیم پر اکتفا کیا۔ عملی نمونہ پیش نہیں کیا۔ مثلاً یہود کو آپ نے کہا "اے سانپوں کی اولاد" وغیرہ وغیرہ۔ ہاں بجائے کرم کی زندگی کو دیکھو۔ نہ صرف آپ نے زبان سے عفو

مروت، صلح، دہبری کی تعلیم دی۔ بلکہ عملی طور پر یہ سب باتیں آپ کی زندگی میں نمایاں طور پر موجود ہیں۔ مثلاً جب آپ مکہ معظمہ میں فاتحانہ حیثیت سے داخل ہوئے اور دس ہزار قدسی آپ کے ہمراہ تھے تو آپ کے سامنے مفتوحین کی حیثیت سے وہ لوگ آئے جنہوں نے برسوں آپ کو اور آپ کے دوستوں کو سخت سے سخت تکالیف پہنچائی تھیں۔ مگر آپ نے اُنکے ساتھ کیا سلوک کیا؟ سب کے لیے عام معافی کا اعلان کیا گیا۔ اور جان و مال کی حفاظت کا حتمی وعدہ دیا گیا۔ یقیناً ایک زبردست ارتقاء ہے۔

(پیغام صلح - لاہور)

سرکار کی اقبال مندی

ملک کی آبادی ۳۵ کروڑ ہے۔ اس آبادی میں سات کروڑ کے قریب وہ قوم ہے جس کی پچھلی تاریخ، سرفروشی اور جانبازی کی تاریخ ہے۔ اور موت کی بجرنی جیسے سارے نظام زندگی کی بنیاد ہے۔ اس کے علاوہ، راجپوت، سکھ، گورکھے، وغیرہ بعض دوسری قومیں بھی بڑی تعداد میں آباد ہیں۔ جنکی مردانگی و دلاوری ضرب المثل کا علم رکھتی ہے۔ ان سب کے سروں پر، انکے مذہب، انکی نسل، انکے رنگ، انکی تہذیب سے الگ، دریا پار ایک پردیسی حکومت قائم ہے، جسکے چند ہزار کارندے اپنے رعب و دبدبہ سے سارے ملک کو کروڑوں کو اپنے سامنے جھکائے ہوئے ہیں۔ قحط اور سیلاب نے گویا مستقل سکونت اختیار کر لی ہے۔ نمک سے لیکر نمک تک ہر شئے گراں اور حد سے زیادہ گراں ہو گئی ہے۔ مفلسی کا عالم ہے کہ جیتوں کو تن ڈھانپنے کا کپڑا میسر ہے نہ ایک وقت پیٹ بھر کا کھانا۔ چیچک، ہیضہ، طاعون، بیسیوں بیماریاں روزانہ زندگی کا جزو بن گئی ہیں۔ شراب خواری، سٹہ بازی، سود خواری کو روز افزوں ترقی ہے۔ غلہ ملک میں پیدا ہوتا ہے، کھنچ کر باہر چلا جاتا ہے، کپڑا ولایت سے بنکر آ جاتا ہے۔ وہی غریب کے تن پر بھی ولایتی کپڑا نظر آتا ہے۔

ایک طرف یہ سب کچھ ہے، دوسری طرف ہندو مسلمانوں سے اور مسلمان ہندوؤں سے گتھے ہوئے ہیں، اور ایک دوسرے کا سر توڑنے میں پوری قوت و سرگرمی سے مشغول ہیں۔ اس سے بھی شاید کچھ زیادہ سرگرمی کے ساتھ مسلمان خود مسلمانوں کے ساتھ جنگ میں مصروف ہیں۔ ایک شخص اگر "اہلحدیث" ہے تو اسکے معنی یہ ہیں کہ وہ کسی صوفی یا حنفی کو زندہ نہیں دیکھنا چاہتا۔ کوئی اگر "صوفی" ہے تو وہ ہر وہابی پر جہاد کرنا عین ثواب سمجھتا ہے۔ شیعہ، فرقے، ہر فرقہ کے اندر فرقے، اور پھر سب کے درمیان پوری عداوت و نفرت۔ یہ گویا ان توحید کا آج تنہا امتیاز ہے۔ کچھ فرزندان وطن نے ملک کی آزادی کے لیے ایک انجمن قائم کی۔ بہت سے سپوت اُس سے بھی الگ ہو گئے۔ لے دیکر کانگرس کی جو ایک متحد و متفق جماعت تھی اسمیں بھی گروپ بننے لگے۔ کوئی "پرجوش" (اعتدالی) تان کو اپر ہے (غیر اعتدالی) "سوراجی"، "لبرل"، "انڈپینڈنٹ"، "نیشنلسٹ"، "کمیونسٹ" (جو ابھی ہونگی)، اور خدا معلوم اور کتنے فرقے سیاسی حیثیت سے قائم ہو گئے اور دونوں میں تفرقہ ہیں۔ ایک دوسرے کے ساتھ ضد اور دشمنی کا اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ ابھی بنگال میں صوبہ کی سیاسی کانفرنس کا جو اجلاس ہوا اسمیں سوراج پارٹی نے جسے کل تک اپنے نظم و اتحاد پر ناز تھا خود اپنے ہی خلاف ضد و بغاوت کا اعلان کر دیا۔ پنجاب میں سکھوں کی کانفرنس، اتحاد و شمال کے قابل تھا، اس میں پہلے اکالیوں اور غیر اکالیوں کی تفرقہ پیدا ہوئی اور پھر خود اکالی ایک دوسرے کی دشمنی میں لگ گئے۔ مسلمانوں میں خلافت کمیٹی کل تک سے لگے اور خلافت کی فکر شیرازہ بندی

آرڈر دیجیئے

مسلمانوں کے پڑھنے کی کتابیں

اردو میں

تصوف

یادگار روشنیر - حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کی مشہور کتاب غنیۃ الطالبین کا ترجمہ طالبین کو سیدھی راہ بتاتی ہے۔ قیمت ...

الفیض الربانی و فیض الرحمانی - حضرت غوث پاک کے وعظ کا ترجمہ جس کو سن کر لاکھوں مسلمان ہو گئے۔ قیمت ...

مرصاد العباد - حضرت خواجہ نجم الدین کبری نے سلوک و ولایت کے بیان میں لکھی۔ قیمت ...

سیر الاولیا - یعنی مجموعہ ملفوظات حضرت سلطان المشائخ نظام الحق والدین چشتی قدس سرہ العزیز۔ قیمت ...

اکسیر ہدایت - امام غزالی کی مشہور کتاب جو اسلام کی بتائی ہوئی سیدھی راہ بتاتی ہے۔ قیمت ...

عزیز القلوب - امام غزالی کی یہ کتاب ہیں عبادات و اخلاق کے تمام شعبوں کا بیان از روئے کتاب و سنت درج ہے۔ قیمت ...

ہشت بہشت - یعنی خواجگان چشت کے ملفوظات جس کے مطالعہ سے نور ایمان حاصل ہوگا۔ قیمت ...

کشف المحجوب - حضرت شیخ مخدوم علی ہجویری معروف بہ داتا گنج بخش کی مشہور کتاب ہے۔ قیمت ...

مکتوبات مجدد الف ثانی - اسلام کی سچی روح دیکھنا چاہتے ہو تو ان خطوط کا مطالعہ کرو۔ قیمت ...

مقاصد السالکین - تصوف کی تعلیم کا اصلی مدعا اور فلاح دارین حاصل کرنے کے عملی طریقے۔ قیمت ...

تصوف اسلام (از مولوی عبد الماجد بی اے) جس میں اکابر اولیا کی تعلیمات پر تبصرہ کر کے اسلامی تصوف کا عطر کھینچا ہے۔ قیمت ...

نفحات الانس - مولانا جامی کا مشہور تذکرۂ اولیا جس سے زیادہ کوئی مستند تذکرہ نہیں ہے۔ قیمت ...

تذکرۃ الاولیا - شیخ فرید الدین عطار کا مشہور تذکرہ جسکے مطالعہ سے ہزاروں صاحبدل بنگئے۔ قیمت ...

حالات مشائخ نقشبندیہ - سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے اکابر اولیا کے حالات و مقامات۔ قیمت ...

تذکرہ اولیائے ہند - اسمیں تمام مسلمان کے ہندوستانی اولیا کرام کے حالات و مقامات درج ہیں۔ قیمت ...

روضۃ القیومیہ (۲ جلد) مجدد الف ثانی حضرت خواجہ محمد نقشبندی ... حالات۔ قیمت ...

کتاب الشفا - قاضی عیاض کی مشہور کتاب جس میں بتایا گیا ہے کہ مسلمانوں کو حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق کس طرح ادا کرنا چاہییں۔ قیمت ...

تاریخ

تاریخ ابن خلدون - علامہ ابن خلدون مغربی کی بے نظیر تاریخ کا ترجمہ ۱۱ جلدوں میں۔ قیمت ...

مقدمہ تاریخ ابن خلدون ۲ جلدوں میں الگ چھپا ہے۔ قیمت ...

تاریخ اسلام - سید امیر علی صاحب نے سارے عہد اسلامی کی تاریخ کا ملخص پیش کیا ہے۔ قیمت ...

تاریخ الحرمین - مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے حالات اور خانۂ کعبہ مسجد نبوی و قربانی و عیدوں کی تاریخ۔ قیمت ...

تاریخ عرب - ملک عرب کا جغرافیہ تاریخ، عرب قوم کا قدیم تمدن ان کے علم و فن، تجارت، زراعت اور اخلاقیات۔ قیمت ...

حالات عراق عرب و عمان - وہ ملک جو اسلام کا اصلی گہوارہ ہیں اور جہاں تمام مقامات مقدسہ ہیں۔ قیمت ...

تاریخ ایران - ساسانیوں اور زرتشتیوں کے زمانہ کی تاریخ ... مسلمانوں کے فتح کرنے تک۔ قیمت ...

تاریخ مصر - مصر اب بھی ایک اسلامی حکومت ہے کبھی یہاں دار الخلافت تھا۔ قیمت ...

تاریخ مغرب - شمالی افریقہ میں اسلامی حکومت کی تاریخ کا ترجمہ ایک قلمی نسخہ سے کیا گیا ہے۔ قیمت ...

تاریخ مراکش و مغرب الاقصی - شمالی افریقہ کی وہ اسلامی حکومتیں جہاں اس وقت امیر عبد الکریم بر سر جنگ ہیں۔ قیمت ...

مسلمانان اندلس - اسپین کے مسلمانوں نے دنیا کے تمدن میں کیا اضافہ کیا؟ یہ بھی اسی کی تاریخ ہے۔ قیمت ...

خلافت موحدین - شمالی افریقہ کی مشہور اسلامی حکومت کے تاریخی حالات۔ قیمت ...

تاریخ ہندوستان (۲ جلد) عہد اسلامی کی مفصل تاریخ از شمس العلما مولوی ذکاء اللہ مرحوم۔ قیمت ...

نیرنگ افغان - ہندوستان کی پہلی اسلامی سلطنت کی قومی و ملکی تاریخ۔ قیمت ...

حکومت اورنگ زیب - عالمگیر کے عہد کی اصلی تاریخ از نواب مرزا افضل بیگ خاں ... حیدرآباد دکن۔ قیمت ...

اخبار الاندلس - اسپین کی ہشت صد سالہ اسلامی حکومت کی مفصل تاریخ تین جلدوں میں۔ قیمت ...

موحدین - اسپین کے مسلمانوں کے عروج کی مستند تاریخ۔ ...

ملنے کا پتہ

الناظر بک ایجنسی - لکھنؤ

سیرۃ

سیرۃ ابن ہشام - سیرۃ رسول میں قدیم ترین تصانیف میں سب سے مستند کتاب ہے۔ قیمت ...

اسوۂ حسنہ - سیرۃ رسول میں علامہ ابن ... کی کتاب بہترین کہی جا سکتی ہے۔ قیمت ...

نشر الطیب فی ذکر الحبیب } مولانا اشرف علی تھانوی کی تالیف دربارۂ سیرۃ رسول۔ قیمت ...

اسلام - مولانا عاشق الٰہی میرٹھی مترجم قرآن مجید کی کتاب در جواب سیرۃ رسول جو بہت مقبول ہوئی۔ قیمت ...

سیرۃ النبی - مولانا شبلی کی مشہور تالیف۔ قیمت جلد اول ... حصہ دوم ... حصہ سوم ...

رحمۃ للعالمین (۲ جلد) قاضی محمد سلیمان صاحب منصور پوری کی سیرۃ نبی۔ قیمت پندرہ روپیہ قابل دید ہے۔ قیمت ...

اسوۂ صحابہ (۲ جلد) صحابہ کرام کے عقائد، عبادات، اخلاق و معاشرت اور علمی و عملی کارناموں کا قابل دید مجموعہ۔ قیمت ...

سیر الصحابیات - ازواج مطہرات و بنات طاہرات اور اکابر صحابیات کے سوانح اور ان کے اخلاقی و علمی کارنامے۔ قیمت ...

سیرۃ عمر بن عبد العزیز ...	سیرۃ عثمان ...	امام مالک ...
سیرۃ الحری ...	ذی النورین ...	جنید بغدادی ...
سیرۃ مصطفے ...	ابو الحسنین ...	ذکر غوث پاک ...
سیرۃ الرسول ...	سیرۃ النبویہ ...	خواجہ معین الدین چشتی ...
تذکرۃ المصطفے ...	سیرۃ عائشہ ...	الغزالی ...
تذکرۃ الحبیب ...	سیرۃ صدیقہ ...	مشائخ ...
حضرت محمد صلعم ...	ازواج النبی ...	المامون ...
رسول عربی ...	امت کی مائیں ...	الماء مون ...
سیرۃ انبیا ...	الزہرا ...	...
خاتم النبیین ...	خاتون جنت ...	البرامکہ ...
پیغمبر اسلام ...	بنات الرسول ...	سیرۃ عباس ...
ذکر مبارک ...	سیرۃ الحسین ...	حضرت ...
تذکرۃ الانبیا ...	ابو ایوب انصاری ...	...
مشاہیر الانبیا ...	سیرۃ بلال ...	البیرونی ...
سیرۃ الصدیق ...	...	...
صدیق اکبر ...	خالد بن ولید ...	ابن ...
... الحسنین ...	سیرۃ عمر بن ...	...
الفاروق ...	سیرۃ عثمان ...	... سعدی ...
سیرۃ الفاروق ...	سیرۃ الشافعی ...	شمس تبریز ...

(ایڈیٹر - عبد الماجد۔ اسحاق علی علوی پرنٹر و پبلشر نے الناظر پریس واقع ... وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ سے چھاپ کر شائع کیا)